انِ ڈور پلانٹ

گھر کے بڑے کمرے میں دودھیا روشنی ماحول کو ٹھنڈا اور سکون بخش رہی تھی۔ مدھم مدھم موسقی بھی ہر آنے والے مہمان سے گلے مل رہی تھی۔

اب تقریباً سب ہی مہمان صوفوں اور کرسیاں پر آرام سے بیٹھ گئے تھے۔ انکی آوازوں میں موسقی دب سی گئی تھی۔ سب کی الگ الگ پرفیومز نے ملکر ایک بہت ہی مختلف اور اچھی خوشبو کا احساس دے ایا تھا۔ یہ خوشبو کا ملاپ تھا۔ چہروں کی مسکراہٹوں کا تبادلہ مختلف آوازیں اور خوشبو تھی خوشی تھی ایکدوسرے سے زیادہ اچھا لگنے کی کوشش تھی۔ بناوٹی قہقہے تھے۔ ہنسنے ہسانے کے چٹکلے تھے۔

ایسے خوبصورت ماحول میں ایک انڈور پلانٹ کونے میں خاموشی سے کھڑا ہر چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ اکثر مہمانوں سے وہ الگ الگ پہلے بھی بہت بار ملا تھا لیکن یوں اکھٹے آج ہی دیکھ رہا تھا وہ سب کو یوں ہنستے اور خوش ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

اس گھر کی مالک ایک ایک نرم دل رکھنے والی خوش اخلاق خاتون تھیں۔ سب کی دوست۔ اس گھر مین جو بھی آتا تھا اسکا اٹھنے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔ گھر اسقدر خوبصورتی سے سجایا تھا۔ کہ ہر کونہ اپنے اندر جزب رکھنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ آئے ہوئے مہمان اکثر برسوں سے مل رہے تھے۔ اپنی اپنی دوستی نبھانے کا داعوا سب ہی کو تھا۔ ہر سجاوٹ کی تعریف کرتے نہیں تھکتے تھے۔ کبھی کپڑوں کی تعریف تو کبھی اخلاق کے گن۔ تو کبھی کھانے کی خوشبو اور اسکی لذت کے چرچے۔ دوستوں کی نظریں کون سی خوبی تھی جو انکی دوست میں نہیں تھی۔

یہ انڈور پلانٹ کئی سالوں سے ساتھ تھا۔ اسی وجہ سے وہ سارے چہروں کو پہچانتا تھا۔ جب وہ بہت چھوٹا تھا تو ایک پلانٹ

شوپ کی زینت بنا ہوا تھا۔ایک دن ایک خوش زوق صاحب آئے۔انکی نظر اس پر پڑی۔انہوں نے اسے پیار سے دیکھا۔اسکی منہ مانگی قیمت دی آگے بڑھے ایک خوبصورت کارڈ لیا۔ایک خوبصورت بیگ میں رکھا۔اور بہت پیارے ہاتھوں کا پیالہ بنا کر اس میں اسے سجا کر اپنی ایک دوست کو تحفے میں دے دیا۔

اس لڑکی نے اس نادر تحفے کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔خوشی ہوئی اور اپنے بیڈروم کی کھڑکی میں سجا دیا۔ وہ ہر صبح بستر سے اٹھتے ہی اسے دیکھتی کارڈ پڑھتی خوش ہو کر ایک بوسہ ہوا میں چھوڑ دیتی۔اور خیالوں میں گم ہو جاتی۔کئی دن بیتے۔پھر نہ جانے کیسی ہوا چلی۔ماحول ہی بدل گیا۔اس نے پہلے تکرار سنی پھر کسی کے جانے کی آہٹ۔کچھ ہی دیر بعد کھڑکی میں سجانے والے ہاتھ اسکے نزدیک آئے ابھی وہ کچھ سمجھ بھی نہیں پایا تھا۔اسے انتہائی نفرت سے اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔کرسٹل کا پوٹ ٹوٹ کر بکھر گیا۔مٹی بھی ریزہ ریزہ ہو کر دور بکھر گئی۔سڑک گرم تھی۔ننھا سا پودا زمین پر پڑا ہوا درد سے چیخ رہا تھا۔لیکن اسکی آواز سننے والا کوئی نہیں تھا۔ادھر سے گزرنے والا ہر شخص عام تھا۔کیسے سن سکتا تھا اسکی آواز۔

اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ کسی بھی لمحے کسی گاڑی کے نیچے کچلا جائے گا۔اور وقت سے پہلے مر جائے گا۔گرم سڑک پر پڑے پڑے اسنے بڑی بے بسی سے سوچا۔ایسے بھی ہماری زندگی ہوتی کتنی ہے۔ اور ہمارے لئے سوچتا بھی کون ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو ہم سے پیار کرتے ہیں۔

ایک گاڑی نے بالکل اسکے قریب آ کر بریک لگائے۔اسنے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔اب وہ جلد ہی کچل کر مرنے والا تھا۔جلد ہی کسی نرم ہاتھوں میں پیار سے اٹھا لیا تھا۔ایک نرم سی آواز ''ننھے دوست تمہیں چوٹ تو زیادہ نہیں لگی۔''

اور وہ پھر ایک خوبصورت پوٹ میں تھا۔بہت ہی اچھے ماحول میں۔جہاں اکثر ہلکی ہلکی موسقی رہتی۔اسکی مسیحا دوست ہر تیسرے دن اسے گرد و غبار سے صاف کرتی پانی کے چھینٹے دیتی اور پانی پلاتی دو چار میٹھی میٹھی باتیں کرتی اور کاموں میں لگ جاتی۔اس گھر میں آ کر اسے اتنا پیار ملا۔وہ دیکھتے دیکھتے دنوں میں بڑا ہوتا گیا۔کچھ ہی دنوں میں اسکا پوٹ ایسے چھوٹا ہوتا گیا۔جیسے چھوٹے بچے کے شوز۔اسکی مالکن دوست اسکا پوٹ بدلتے ہوئے ہر بار کہتی۔یہ تا بتاؤ دوست ابھی اور کتنا بڑا ہونا ہے۔

اور وہ اس جملے سے اتنا کوش ہوتا کہ اسکے اظہار مین اسکے چھوٹے پتے چمکنے لگتے۔پھر کوئی مہمان دوست آتی اور کہتی 'بھئی یہ تو بتاؤ کہ اس پودے کو کھلاتی کیا ہو۔۔؟ میں تو جب آتی ہوں اسے پہلے سے کہیں زیادہ بڑا دیکھتی ہوں'۔

اسکی مالکن کہتی بھئی نظر نہ لگاؤ۔ میں اسے سچا پیار دیتی ہوں اور بس۔

کئی سال بیتے وہ ہر لمحے کا ساتھی بنا۔ اسنے اپنی مالکن کا ہر دکھ سکھ بانٹا۔ وہ چشم دید گواہ تھا اپنی دوست مالکن کی نیک نیت اور اچھے اعمال کا اسنے اپنی مالکن کو اکثر اپنے گھر کی دعا کرتے سنا تھا۔ وہ ہر بار اس دعا میں شامل ہوا۔

اور پھر دعا قبول ہوئی اسکی دوست اپنے ذاتی گھر کی مالکن بن گئی تھی۔ اسی خوشی میں آج یہ تقریب ہو رہی تھی۔ اسے بہت احتیاط کے ساتھ ٹرالی میں رکھ کر لایا گیا تھا۔ کہ کہیں یہ ٹوٹ نہ جائے۔ اسے مالکن نے ایک کونے میں رکھ کر سجاتے ہوئے کہا تھا۔

میرے دوست یہ گھر تمہارا اپنا ہے۔ تم یہاں بھی میرے ساتھ بہت خوش خوش رہنا اس لمحے اسنے سرگوشی میں اپنی مالکن کو درازی عمر کی دعا دی اور یہ بھی دعا دی کہ اسے کبھی کسی کی بری نظر نہ لگے۔ وہ ہمیشہ خوش رہے۔ اسکے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

مہمان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ انڈور پلانٹ بھی سب کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اور ہر شخص کا چہرہ پڑھنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسے کئی چہروں کا میک اپ ہٹتا ہوا دیکھائی دینے لگا۔ کئی لوگ اس کوشش میں تھے کہ چہرے پر سے میک اَپ نہ بگڑیں۔ انکا میک اپ نہ ہٹے۔ لیکن میک اپ تو بہت کم وقت کے لئے ہوتا ہے۔ اسنے دیکھا کئی نکلی دوست اسکی مالکن کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اسے یہ سب اچھا نہیں لگا تھا۔ اسکی پر خلوص مالکن سب کے دلوں سے بے خبر خاطر تواضع کرتی پھر رہی تھی۔ بڑھ بڑھ کر سبکی پلیٹوں میں کھانا دے رہی تھی۔ وہ خاموشی سے کھڑا سب کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

عینی اور زینی دو بیسٹ فرینڈز اپنی اپنی پلیٹ لیکر اسی کونے میں آ کر کھڑی ہو گئیں۔ جہاں یہ انڈور پلانٹ کھڑا تھا۔ یہ دونوں اسے بھی پسند تھیں۔ وہ اکثر ہی اسکے نزدیک آ کر بیٹھتیں تھیں اور کہتیں تھیں۔ بھئی ہمیں تو یہ پودا بہت اچھا لگتا ہے۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ یہ بالکل گھر کا ایک فرد لگتا ہے۔ بس اسکے بولنے کی کسر رہ جاتی ہے۔ مالکن کہتی۔ ہاں یہ باتیں بھی کرتا ہے۔ لیکن صرف مجھ سے۔ یہ میری زبان سمجھتا ہے۔ اور میں اسکی۔ بلکہ یہ پودے انسان سے زیادہ بہتر دوست ہوتے ہیں۔

زینی مذاق اڑاتی۔ تم ایک پاگل ہو۔ بھلا پودے بھی کبھی ایسے ہوتے ہیں جیسا تم سمجھتی ہو۔

وہ کہتی تو تم پھر کیوں اسکے پاس آ کر بیٹھتی ہو۔۔؟

زینی کچھ خائف ہو کر کہتی۔ بس مجھے خوبصورت لگتا ہے۔ اسلئے اور کیا۔ ورنہ پودے تو صرف پودے ہوتے ہیں۔

عینی درمیان میں بول پڑتی ۔بھئی کہا بھی یہی جاتا ہے۔کہ ان میں بھی جان ہوتی ہے۔اسلئے زیادہ گرمی اور سردی سے مرجاتے ہیں۔

پھر وہ انکی پرانی تکرار بھول گیا۔اور انکی باتیں غور سے سننے لگا۔وہ تو سمجھتا تھا کہ انکی مالکن کی سب سے زیادہ خیر خواہ یہی دوسہیلیاں ہیں۔پرآج یہ دونوں ہی عجیب ہو رہی تھی۔

اسکی مالکن پھر ڈش بھر کر گرم کھانا لیکر آئی اور دونوں کی پلیٹوں میں اصرار کر کہ کھانا دیکر گئی۔جیسے ہی وہ آگے دوسرے مہمانوں کی طرف بڑھی۔عینی بولی۔دیکھوں تو زرا کیا قسمت نے پلٹا کھایا ہے۔کل تک ایک کمرے کا گھر کرائے پر ڈھونڈا کرتی تھیں۔آج اپنا گھر خرید کر لوگوں کو کھانا کھلا رہی ہیں۔زینی نے آنکھیں گھما کر بھونیں اوپر چڑھ کر کہا۔اور یہی تھیں جو اعلیٰ درجے کی ہوگئی۔کیا ٹھاٹھ ہیں۔مجھے تو حد درجے کی جلن ہو رہی ہے۔کھانا کھانا بھی مشکل ہو رہا ہے۔

پلانٹ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرا تھا۔مالکن اسے بھی تھوڑی دیر پہلے ہی پانی دے کر گئی تھی۔وہ اسکے حلق مین اٹک گیا۔اسنے بہت دکھ سے سوچا کیا یہ ہے انسانوں کی دوستی۔۔؟

وہ سوچ میں پڑ گیا۔بہت سوچنے کے بعد اسے ایک بات سمجھ میں آئی کہ اگر کسی کو آزمانہ ہو تو خوشی میں شامل کر کہ آزماؤ۔دکھ کے ساتھی تو بہت سارے ہوتے ہیں۔سر سے سر ملا کر روتے بھی ہیں۔لیکن خوشی کے موقع پر اپنے میک اپ کا بھی خیال نہیں رکھ پاتے۔ایسے میں اسے خیال آیا کہ کہیں میری مالکن کو نظر نہ رکھ جائے۔کتنی خواہشوں اور دعاؤں کے بعد تو یہ دن آیا ہے۔وہ بہت دکھی ہوا۔دکھ اور پیاس سے اسکی پیاس ختم ہوگئی۔

کئی دن گزر گئے۔اس سے پانی پیا ہی نہیں گیا۔پانی پوٹ سے نکل کر زمین پر بہنے لگا۔مالکن نے فرش صاف کیا۔اگلے دن نیا پوٹ نئی مٹی تبدیل کی۔جگہ بھی بدلی۔لیکن بے سود۔اسکے جسم کی توانائی اور ہریالی ختم ہونے لگی۔پتے سوکھ کر جھڑنے لگے۔

اسکی یہ حالت مالکن سے دیکھی نہیں جا رہی تھی۔وہ ہر روز صبح آفس جاتے میں اسے پیار کرتی۔اور کہتی دوست میرا ساتھ نہ چھوڑ نا۔پلیز ٹھیک ہو جاؤ۔لیکن پلانٹ کی زندگی تو کتم ہو چکی تھی۔اسنے اپنی دوست پر پڑنے والی بری نگاہ اور حسد کا زہر خود ہی پی لیا تھا۔

اور ایک دن بہت دکھ کے ساتھ اسے پوٹ سے نکالا۔ایک بوری میں بند کیا اور کوڑے کے ڈبہ میں جا کر ڈال دیا گیا۔اسکی

دوست مالکن کئی دن تک اپنے کمرے کے اس کونے کو اسکے خالی پن کو دیکھتی رہی اور دکھ کے ساتھ افسوس سے سوچتی رہی ایسا کیا ہوا ہے کہ وہ ایک دم ہی مر گیا۔

پودا بھی مر گیا اسکے کئی اچھی دوست بھی دور ہو گئے۔ وہ جب اپنے دوستوں کی بے رخی کا سبب جاننے کی کوشش کرتی تو بہت اداس ہو جاتی۔ ایسے مین اسکا دوست پلانٹ اسے اور بھی یاد آ تا کتنی باتیں تھیں جو وہ اس سے کیا کرتی تھی۔ اور وہ جواب اپنے پتوں کی چمک سے دیا کرتا تھا۔ وہ چمک وہ وقت وہ احساس اسکے دکھ پر حاوی ہو گیا۔

اور پھر ایک نیا انڈور پلانٹ آ گیا۔